بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرثیہ گنگوہی کا تنقیدی جائزہ

پہلا اعتراض:

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے

میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

اس شعر پر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ اس شعر میں مولوی گنگوہی کو مربی خلائق کہا گیا ہے جو رب العالمین کے ہم معنی ہے۔(مصباح الحدید، تعارف علمائے دیوبند) اب اسکا جواب کیا ملا

افسوس کے رضا خانی اس شعر اعتراض کرنے سے پہلے کسی پرائمری سکول میں اردو پڑھ کر وہاں پڑھ لیتے کے کہ اردو محاوروں میں مربی کا لفظ کن کن معنوں مستعمل ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔مربی کے معنی سرپرست، مہذب بنانا، روحانی یا جسمانی تربیت کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہاں بھی مربی کا لفظ اس معنی میں ہے کہ گنگوہی صاحب ہمارے سرپرست تھے اور قرآن میں بھی یہ لفظ والدین کی لیے وارد ہوا ہے جسکا ترجمہ احمد رضا نے پرورش کا کیا ہے۔(**ہدیہ بریلویت ۴۳۵**)

افسوس تمھاری ناقص عقل پر جو اعتراض ہی نہیں سمجھا اسکا جواب کیا دیتی۔ ہمارا اعتراض مربی پر نہیں بلکہ مربی خلائق پر ہے جو رب العالمین کے ہم معنی ہے۔ یہ تو تھی آپ کے استدلال کی حقیقت اب اس بات کی وضاحت مربی خلائق اور رب العالمین ہم معنی ہے۔

غور کیجئے رب العالمین میں دو لفظ رب اور عالمین اور مربی خلائق میں دو لفظ مربی اور خلائق۔ اگر مربی رب کی معنی میں اور خلائق عالمین کے معنی میں ہو تو مربی خلائق کا رب العالمین کے ہم معنی ہونا صاف ظاہر ہے۔ اب سنیئے عالمین جمع ہے عالم کی اور خلائق جمع ہے خلق بمعنی مخلوق کی۔ اللہ کے سوا ہر جو شئے موجود ہے اسکو خلق عالم کہتے ہیں اسی طرح اسکے سوا ہر شے کو خلق بھی کہتے ہیں یعنی جو عالم ہے وہ خلق ہے اور جو خلق ہے وہ عالم۔ دیکھو عقائد نسفی العالم بجمیع اجزاء محدث۔ اسکی شرح میں امام تفتازانی فرماتے ہیں کہ العالم ای ما سوا اللہ تعالیٰ من الموجودات لہذا خلائق اور عالمین ہم معنی ہوئے۔

مربی اور رب کا استعمال کسی خاص کے لیے اضافت کی ساتھ وارد ہے مگر یہی الفاظ خلائق یا عالمین کی طرف مضاف کر کے یعنی رب خلائق یا مربی عالمین غیر خدا کے لیے وارد نہیں۔ اس لیے ان کو ایک بھی ایسی مثال نا مل سکی جس میں مربی خلائق کی نسبت غیر خدا کی طرف کی گئی ہو۔ لہذا استعمال میں مربی اور رب برابر ہوئے۔ معنی کے لحاظ سے مربی کا حقیقی معنی ہے تربیت کنندہ اور رب معنی بھی تربیت کنندہ پرورش کنندہ کے ہیں۔ جیسا کہ منتخب اللغات میں ہے الرب بالفتح بصلاح آرندہ یعنی پرورش کرنے والا۔ اس طرح تمہارا اشرف علی تھانوی اپنے ترجمۃ القرآن میں رب کا ترجمہ مربی کرتا ہے۔(ترجمہ مع تفسیر بیان القرآن ۲)۔ لہذا معلوم ہوا کہ مربی اور رب ہم معنی ہے اور خلائق اور عالمین کا ہم معنی وہونا ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ مربی خلائق اور رب العالمین ہم معنی ہیں۔ اور جس طرح رب العالمین کا اطلاق مخلوق پر جائز نہیں ایسے ہی مربی خلائق کا اطلاق بھی مخلوق پر جائز نہیں۔

دوسرا شعر۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ

جو رکھتے تھے اپنے سینوں میں ذوق شوق عرفانی

اعتراض۔ اس شعر پر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ کعبہ میں پہنچ کر بھی گنگوہ کی دھن لگی ہوئی ہے۔ پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ کعبہ کے ذکر کیا و رباقی مقامات کو لفظ بھی سی گھیر لیا یعنی جہاں بھی گئے منیٰ میں مزدلفہ میں۔۔۔ غرض کہ جہاں بھی گئے گنگوہ گنگوہ کرتے رہے۔ حالانکہ ایمان سے بتائیں کہ حاضری ایسے ہوتی ہے؟ ان مقامات کی مخصوص دعائیں ہوتی ہیں مگر ین کی جگہ صرف گنگوہ گنگوہ ہی کیا۔۔۔۔۔۔

اب دیوبندی مفتی کی جہالت ملاحظہ ہو کی اعتراض کیا تھا اور وہ جواب یہ دیتا رہا کہ غیر نبی کو قبلہ اور کعبہ کہنا جائز ہے حالانکہ یہ اعتراض تو تھا نہیں ۔اعتراض تو یہ تھا کعبہ تمام دنیائے انسانیت کا مرکز ہے مرد مومن کا دل خود بخود اسکی طرف کھینچا چلا جاتا ہے خصوصا عاف باذوق پر کعبہ کے حقیقی حسن و جمال اور اسکے انوار و تجلیات کا انکشاف ہوتا ہے ۔ایسی صورت میں جو لوگ کعبہ میں بھی گنگوہ کا رستہ ڈھونڈتے ہیں وہ ذوق شوق سے قطعا محروم ہیں اور کعبہ میں پہنچ کر بھی گنگوہ کا متلاشی رہنا کعبہ کی عظمت کو گھٹانا ہے ۔اب جناب ہمارے اعتراض کو غور سے پڑھیں اور اس کا جواب عنائت فرمائیں ۔

تیسرا شعر۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نا دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں زری ابن مریم

اعتراض ۔اس شعر پر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ مولوی محمود صاحب حضرت عیسٰی علیہا سلام کو مخاطب ہو کہ کہتے اے ابن مریم آپ نے صرف ایک کام کیا کہ صرف مردے زندہ کئے مگر ہمارے رشید احمد نے دو کام کیے مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نا دیا، مردوں کو زندہ کرنے میں تو آپکی برابری ہے مگر زندوں کو مرنے نا دیا اس میں وہ تم سے آگے بڑھ گئے ۔اگر دیوبندی مولوی رشید احمد کی مسیحائی کو عیسٰی علیہا سلام سے بڑھ کر نا جانتے تو یہ نہ کہتے

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

اب اس کفری قول پر پردہ ڈالنے کے لئے دیوبندی مناظر لکھتا ہے کہ

موت و حیات کا استعمال ہدایت و گمراہی کے معنی ہوا ہے لہذا شعر کا یہ مطلب ہوا کہ گنگوہی نے گمراہوں کو ہدایت دی اور ہدایت یافتہ کو گمراہی سے بچایا اور دوسرے مصرعہ میں یہ تمنا کی ہے کہ حضرت مسیح گنگوہی کے اس فیض کو ملاحظہ کریں اور خوش ہوں ۔

جبکہ شعر کا یہ مطلب بلکل نہیں کیوں کہ مجازی معنی لینے کے لیئے قرینہ شرط ہے اس شعر میں معنٰی مجازی پر قرینہ تو کجا بلکہ اس کے عدم پر قرینہ موجود ہے وہ ہے حضرت عیسٰی سے تقابل ہے۔حضرت عیسٰی کا وصف مردے جلانا جو مشہور ہے وہ مجازی نہیں بلکہ حقیقی معنی میں ہے تو اس لیے جب حضرت عیسٰی سے تقابل ہے تو اس کے وہی حقیقی معنی مراد لیے جائے گے لہذا شعر میں ہدایت و گمراہی مراد لینا سراسر دھوکہ بازی ہے بلکہ وہی مارنا جلانا مراد ہے اور گنگوہی صاحب اس میں حضرت عیسٰی سے بڑھے ہوئے ہیں ۔اگر اس سے گمراہی و ہدایت مراد ہو تب بھی حضرت عیسٰی سے گنگوہی کی ہدایت بڑھ جائے گی جس میں آپکی توہین ہے ۔کیونکہ دوسرا مصرعہ یہ پکار کر کہ رہا ہے کہ گنگوہی کی ہدایت حضرت عیسٰی سے بڑھ گئی کیونکہ اگر محض خوش کرنا ہوتا تو یوں کہا جاتا اس مسیحائی سے خوش ہوں زری ابن مریم۔

ہمارے اعتراض کا جواب تو مناظر صاحب دے نہیں پائے ۔اور مرثیہ کے اس شعر کے مقابلے میں مدائح اعلٰی حضرت اور دیوان محمدی کے اشعار پیش کیے۔

جواب، پہلی بات تو یہ مدائح اعلٰی حضرت ہماری کوئی معتبر کتاب نہیں ۔مرثیہ کے مقابلہ میں مدائح کا شعر پیش کرنا کتنی شرم کی بات ہے ۔دوسری بات یہ کہ کیا اس شعر میں حضرت عیسٰی سے تقابل ہے؟ بلکہ اس شعر

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرت عیسی

ہے مردے زندہ کر رہا خرام احمد رضا

میں تو بتایا جا رہا ہے کہ طفیل حضرت عیسٰی یعنی طفیل حضرت عیسٰی کا تعلق دونوں مصرعوں سے ہیں ۔کہاں تقابل اور کہاں طفیل ،شرم تو نہیں آئی ہوگی آپکو یہ شعر نقل کرتے ہوئے ۔

باقی رہ گئی بات دیوان محمدی کی تو اس کا جواب مولوی حماد کے قلم سے ملاحظہ کریں ۔

ا۔کلام کے معنی کے تعین میں صاحب کلام کی شخصیت اور نیت کو دخل ہوتا ہے ۔اسی کو دیکھ کر حکم لگانا چاہیے، یہی وجہ ہے کہ ابن تیمیہ جیسا متشدد انسان بھی شیخ جیلانیؒ کے کلام میں جا بجا تاویل کرتے ہیں اسی طرح اس کے شاگرد ابن قیم نے بھی شیخ اسلام ھروی صوفی کی عبارات کی تاویل کی ہے ۔صرف اس وجہ سے کہ یہ حضرات پابند شعریت بزرگ تھے۔۔۔۔

پس خوب سمجھ لیں کہ کلام کے معنی کو متعین کرنے کے لیے صاحب کلام اور اسکی نیت کو دیکھا جائے گا ۔اگر کسی پابند شریعت بزگ سے ایسا کلام صادر ہو جو بظاہر شریعت سے ٹکراتا ہو تو پہلے تو اسکی اچھی تاویل کریں گئے اگر تاویل ناممکن ہو تو ایسے کلام کو شطحیات کہ کر ان حضرات کو معذور قرار دیا جائے گا ۔مگر اس قسم کے کلمات پر عقیدے کی بنیاد قطعا اور تائید نہ ہوگی ۔(راہ سنت شمارہ نمبر ۲ صفحہ ۵۵)۔ مطلب اگر پابند شریعت بزرگ سے کسی کیفیت کے زیر اثر ایسے الفاظ نکل صادر ہوں جو بظاہر شریعت کے خلاف ہوں تو ایسے کلام کو شطح قرار دے کر ان بزرگوں کو معذور قرار دیا جائے گا اور اس پر عقیدہ کی بنیاد نہ ہوگی ۔یہی معاملہ دیوان محمدی کے اشعار کا ہے یہ شطحیات ہیں ان پر عقیدہ کی بنیاد نہیں اور نہ ہی ان پر فتوٰی لگے

گا۔جیسا کہ مولوی رشید صاحب فرماتے ہیں کہ "شطحیات کو نہ قبول کرے نہ رد بلکہ سکوت کرے۔(تالیفات رشیدیہ ۱۰۷)اس لیے دیوان محمدی کے اشعار پر نہ تو عقیدہ کی بنیاد ہے اور نہ ہی اب ان پر فتویٰ لگے گا۔

چوتھا شعر۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے

عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

اعتراض۔اس شعر پر ہمارا اعتراض یہ تھا کہ کسی کو وصف عیب سے تعبیر کر کے یوسف ثانی اسکا لقب دینا حضرت یوسف علیہ اسلام کی توہین ہے۔مطلب یہ عبید گنگوہی کے محقر و مصغر ہونے کا اظہار کر کے پھر ان کو سیاہ فام ماننے کے بعد ان کا لقب یوسف ثانی رکھا گیا ہے جس میں جمال یوسفی کی توہین ہے۔مگر جناب اس کا جواب دینے کی بجائے اس بات پر اوراق سیاہ کر گئے کہ یوسف ثانی کا لفظ حسین وجمیل کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔اس سلسلہ میں کچھ حوالے بھی نقل کئے جن کا ان کو کچھ فائدہ نہیں۔ہاں ایک شعر حدائق بخشش کا نقل کر کے یہ تاثر دینا چاہا کہ معاذ اللہ اعلیٰ حضرت نے حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی۔وہ شعر ہے

روئے یوسف سے فزوں تر حسن روئے شاہ ہے

پشت آئینہ نہ ہو انبار روئے آئینہ

اس شعر پر اعتراض یہ کیا کہ شیخ جیلانی کے حسن کو حضرت یوسف پر فوقیت دی۔اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ یہ شعر شیخ جیلانی نہیں بلکہ حضور ﷺ کے بارے میں ہے۔اور ہمارا یہ عقیدہ حضور ﷺ تمام کائنات سے خوبصورت ہے۔کیونکہ آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ نہیں کوئی نبی گزرا مگر خوبصورت چہرے والا اور تمہارا نبی ﷺ سب سے خوبصورت ہے۔باقی جھوٹو پر اللہ کی لعنت۔

یہ تو تھا پہلا اعتراض اسی شعر پر ہمارا دوسرا اعتراض لفظ عبید پر تھا جو عبد کی جمع ہے اور دیوبندی مذہب میں عبد کا معنی ہے بندہ، عبادت گزار اور کسی شخص کو غیر اللہ کا عبد کہنا شرک ہے (تقویۃ الایمان، بہشتی زیور، گلدستہ توحید وغیرہ)اب دیوبندی مذہب کے مطابق یہ شعر شرکیہ ہے۔

پانچواں شعر۔

وہ صدیق تھے وہ فاروق پھر کہے عجب کیا ہے

شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

اعتراض ہمارا یہ تھا کہ اس شعر میں مولوی گنگوہی کو صدیق وفاروق کہا گیا ہے۔جواب میں بڑا جوش مارا اور کہا کہ لغت میں صدیق سے مراد سچا اور فاروق سے مراد حق وباطل میں فرق کرنے والا اور بے شک گنگوہی میں یہ دونوں صفات موجود تھیں۔ہمیں جاہل کہنے سے پہلے اگر آپ نے غیاث الغات پڑھی ہوتی تو آپ کو پتہ ہوتا کہ صدیق وفاروق حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر کے القابات ہیں۔اور کتنی ڈھٹائی سے اپنے مولوی کو اجل صحابہ کرام کے القابات دیے جا رہے ہیں۔اور دوسری بات اگر آپ کے نزدیک لغوی معنی کے لحاظ سے الفاظ کا استعمال ٹھیک ہے تو پھر گنگوہی کو نبی اور رسول بھی کہو کہ لغوی معنی رسول کا معنی بھیجا ہوا اور نبی کا معنی خبر دینے والا اور پھر کہہ دینا کہ یہ دونوں بھی ہمارے مولوی میں موجود ہیں۔

یہ تو تھی ان کے جواب کی حقیقت۔اسکے بعد عادت سے مجبوری کے بعث جناب والا نے مدائح اعلیحضرت سے چند شعر نقل کیے۔

عیاں شان صدیقی تمہارے صدق وتقویٰ سے

کہوں کیوں نہ اتقیٰ جب خبر ا لاتقیا تم ہو

پہلی بات تو یہ کہ مدائح اعلیٰ حضرت ہماری کوئی معتبر کتاب نہیں۔مرثیہ کے مقابلہ میں مدائح کا شعر پیش کرنا کتنی شرم کی بات ہے۔اور دوسری بات کہ اعلیٰ حضرت کو صدیق وفاروق نہیں کہا گیا بلکہ آپ کے صدق سے شان صدیقی معلوم ہوتی ہے اور آپ اس صفت میں صدیق اکبر کے پرتو ہیں۔اور رہ گیا دوسرا مصرعہ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اپنے زمانے میں صدق وتقویٰ میں ممتاز تھے۔باقی آپ کے مولوی نے تذکرۃ الرشید میں امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت کہا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضور ﷺ تو حضرت اور امداد اللہ اعلیٰ حضرت؟۔اسی طرح اشرف السوانح میں ہے کہ

اور سب قبروں سے اشرف قبر وہ قبر ہے جو حضرت اشرف کی نعش کو لیے ہوئے ہے۔(اشرف السوانح ۱۸۹ جلد ۴)

تو اس شعر سے یہ ثابت ہوا کہ اشرف تھانوی کی قبر معاذ اللہ تمام انبیاء حتیٰ کہ حضور ﷺ سے بھی اشرف ہے۔---------

چھٹا شعر۔

زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں ہے اعل اہبل شاید

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

اس شعر میں گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی کہا گیا ہے اور دیوبندی مذہب میں بانی اسلام سے مراد خود اللہ تعالیٰ ہے۔تو معاذ اللہ اس شعر میں گنگوہی کو اللہ تعالی کا ثانی کہا گیا ہے۔ یہ تو تھا ہمارا اعتراض۔اب مفتی صاحب نے سارا زور صرف اس بات پر لگا دیا کہ گنگوہی صاحب کو رسول ﷺ کا ثانی کہا گیا ہے

پہلی بات کہ دیوبندی دھرم میں اللہ کے سوا کسی کو بانی اسلام کہنا شرک ہے۔پڑھیئے تقویۃ الایمان

یا خود پیغمبر کو ہی یوں سمجھے کہ شرع انہی کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا ہے اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔(۶۹)

اسی طرح اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ بانی اسلام خدا تعالی ہے(ذکر الرسول ۴۱)اب آپ کس منہ سے حضور ﷺ کو بانی اسلام کہہ سکتے ہیں۔کیا اپنے عین اسلام کو چھوڑ دیا کیا تھانوی سے منکر ہو گئے؟یا مجاز کی آڑ میں منکر بننا چاہتے ہو؟

دوسری بات یہ کہنا کہ ثانی دوئم کے معنی میں ہے یہ بھی غلط ہے کیوں کہ یہاں گنتی اور شار کا موقع نہیں یہاں گنگوہی صاحب کی تعریف ہو رہی ہے ان کا مراتب کا اظہار ہے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ نظام شریعت کو قائم کیے ہوئے تھے عالم میں تو حید انہی کے دم سے تھی تبھی تو بقول تمھارے شرک کے نعرے بلند ہونے لگے۔اور ثانی بانی اسلام کی کم از کم یہ شان تو ہونی چاہیے اور اگر دوم کے معنی میں ہو تب بھی گنگوہی صاحب دوسرے بانی اسلام ہو ہی جائیں گے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ صرف گن کر چھوڑ دیا جائے یعنی گنگوہی صاحب دوسرے کس بات میں دوسرے ہوئے؟ یعنی دوسرے بانی اسلام اور تمھارے مذہب میں اللہ کے سوا کوئی بانی اسلام ہو نہیں سکتا لہذا گنگوہی صاحب دوسرے خدا ہوئے۔اور اگر اپنے ڈیڈیز کو چھوڑ کر تم بانی اسلام سے مراد حضور ﷺ لو تو گنگوہی جی کم از کم دوسرے رسول ہوئے۔

تیسری بات یہ کہنا کہ گنگوہی کی وفات پر اعل ہبل کے نعرے بلند ہوئے سفید جھوٹ ہے اب نہ تو کوئی اہبل ہے اور نہ ہی کوئی ان کے پوجنے والے۔مصطفائی ہدایت کے انوار نے ہبل اور ہبل پرستوں کو خاک میں ملا دیا ہاں اب دیوبندیوں کے ذہنوں میں اس پکار کی یاد ہو تو ہو اور وہ اس کے نقشے کھینچیں ورنہ دنیا میں اس کا پکارنے والا کوئی نہیں۔

اس تمام تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دیوبندی مناظر نے جن تین باتوں پر شعر کی بنیاد رکھی تھی وہ تمام کذب وافتراء ہے اور تھانوی اور تقویۃ الایمانی حکم سے شرک ہے۔

اسکے بعد دیوبندی مفتی نے قرآن کی ایک آیت اور تفسیر کبیر کی عبارت نقل کر دی۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب گھر کے مناظر اور رہبر صاحب جس طرح اس آیت کو پیش کر کے گنگوہی کو ثانی رسول بناتے ہو ایسے ہی مندرجہ ذیل آیت کو پڑھ کر ثانی خدا کیوں نہیں بناتے۔

مایکون من نجوی ثلثۃ الاھو رابعھم جب تین آدمی سرگوشی کریں تو چوتھا وہاں خدا ہوتا ہے

اب اگر تمھارے لحاظ سے ثانی اثنین اور الاھو رابعھم میں کوئی فرق نہیں اور شعر میں ثانی کا لفظ عدی معنی میں مستعمل ہوا ہے تو پھر گنگوہی کو ثانی خدا کیوں نہیں کہتے؟اس تقدیر پر تو ثانی خدا کو ترجیح ہوگی کیوں کہ بانی اسلام اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہوگا اور نہ تھانوی کی مخالفت نہ تقویۃ الایمان کا انکار۔لہذا تمھارے اس استدلال سے پھر شعر کے وہی معنی ہوئے یعنی گنگوہی جی ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے اور پھر ہماری کتب اہلسنت میں کیئے گئے اعتراض کی تصدیق ہوئی

دیکھیں تو وہ جائیں گے کہاں ہم سے بھاگ کر

منہ ڈھانپ کر جو مجلس یاراں سے چل دیے

اب آگے تجلیات امام احمد رضا نامی کتاب سے ایک شعر نقل کیا

آپ کی کیا کرے کوئی مدحت نائب غوث دریائے رحمت

آپ کی ذات عکس پیمبر سیدی مرشدی اعلحضرت

پہلی بات آپ کو شرم نہیں آتی ایسی غیر معتبر کتب کو نقل کرتے ہوئے؟۔پھر جو ہم نے اعتراض کیا کیا یہ اس کا جواب ہے؟اگلی بات اس میں صرف عکس ہے جس مراد جلوہ ہے نہ کہ

دوسرے رسول۔ پھر غوث پاک نے ارشاد فرمایا کہ ولائیت نبوت کا عکس ہے (بہجۃ الاسرار ۱۷) اب براہ مہربانی اس پر بھی فتوی لگاؤ؟ اور کہہ دو کہ یہ بھی گستاخی ہے۔
آگے دیوان محمدی کا شعر ہے جس کا جواب شعر نمبر تین میں دیا جا چکا ہے۔

ساتواں شعر۔

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں بار بار ارنی دیکھی مری بھی نادانی

اعتراض اس شعر پر یہ تھا کہ مولوی محمود الحسن صاحب خود موسیٰ بنے اور رشید احمد کو خدا بنا کر ارنی ارنی کی صدا لگائی۔ جواب یہ دیا کہ جس طرح حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے اور خدا سے عرض کی کہ میں آپ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں مگر وہ دیدار نہ کر سکے اس طرح آپکی قبر پر آ کر میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کا دیدار کروں مگر وفات کے بعد اس کا تقاضا کرنا نادانی ہے (۱۴) مگر یہ تمیارا جھوٹ ہے دجل ہے اور شعر کے مطلب کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ اس میں تمہارے مولوی نے صاف صاف کہا کہ تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ یعنی تمہاری قبر طور کہوں ارنی اور تم سے کہوں کہ دیدار کروا دو مگر یہ میری نادانی ہے کہ جیسے موسیٰ تجلیات باری کا سامنا نہیں کر سکے اس طرح میں بھی تمہاری تجلیات کا سامنا نہیں کر سکتا اور دیدار کا مطالبہ کرنا میری نادانی ہے۔ ملاں جی یہاں وہ یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ وفات کے بعد اپنا دیدار کروا نہیں سکتے بلکہ آپ دیدار کروا سکتے ہیں اور اس پر مثل خدا قادر ہیں مگر میں مثل موسیٰ تمہاری تجلیات کا سامنا نہیں کر سکتا۔
اور رہ گئی یہ بات کہ تشبیہ کسی خاص صفت کے مشترک ہونے کو بیان کرتی ہے تو جب ہم یہ بات جاءالحق کی عبارت کے بارے میں کہیں تو پھر تمہیں کیوں موت پڑ جاتی ہے۔
پھر اس شعر میں اس نے تربت انور کو طور سے تشبیہ اس بات میں دی ہے کہ جیسے طور اللہ کی تلجیات کا مرکز تھا اس پر موسی اللہ سے ہم کلام ہوئے اس طرح تمہاری قبر بھی معاذاللہ انہی تجلیات کا مرکز ہے اور میں تم سے ہم کلام ہو کر تمہارے دیدار کی درخواست کر رہا ہوں لیکن مجھ میں تمہاری تجلیات کا سامنا کرنے کی سکت نہیں اس لیئے یہ میری نادانی ہے

اعتراض نمبر ۸۔

اعتراض یہ تھا کہ کئی اشعار میں مولوی گنگوہی سے استعانت مانگی گئی ہے۔ جواب یہ دیا کہ ہم شرعی استعانت کے منکر نہیں (۱۴) جھوٹ سفید جھوٹ یہ پڑھوں فتاویٰ رشیدیہ کہ غیر اللہ چاہے نبی ہو یا ولی سے مدد مانگنا شرک ہے اور پڑھو گلدستہ توحید کہ کلمہ گو شرک اللہ کی صفات جیسے مشکل کشا، حاجت روا انبیاء اور اولیاء کے لیے ثابت کرتے ہیں (۷۱) دیکھو ملاں جی تمھاری نزدیک کسی کو حاجت روا کہنا شرک ہے اسی طرح تمہارے عین ایمان میں ہے کہ اللہ کو دنیا کہ بادشاہوں کی طرح نہ سمجھے کہ بڑے بڑے کام خود کرتے ہیں اور چھوٹے کام نوکروں کے حوالے کر دیتے ہیں سو لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں ان کی التجا ضرور کرنی پڑتی ہے سو اللہ کے ہاں کارخانہ یوں نہیں بلکہ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ ایک ہی آن میں کروڑوں کام چھوٹے بڑے درست کر سکتا ہے اور اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سو چھوٹی چیز بھی اس سے مانگنی چاہیے کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی۔ (۲۶،۲۷) دیکھو جناب آپ کا عین ایمان کہہ رہا ہے کہ چھوٹی بڑی ہر چیز دینا خدا کے ساتھ مختص ہے لہذا کوئی بھی چیز ہو غیر اللہ سے مانگنا شرک ہوگا اس لیے اس قسم کے اشعار شرکیہ ہیں۔

اعتراض نمبر ۹۔

اعتراض یہ کہ مرثیہ پر دیوبندی مولویوں نے بھی فتوے لگائے ہیں۔ جواب بہت لمبی چوڑی بحث کی اور اس کا خلاصہ یہ نکالا کہ ۔۔۔ علماء نے فتویٰ جاہل شرک کو سامنے رکھ کر دیا ۔۱۴
تو معلوم ہوا کہ شاعر دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا اگر شاعر بدعقیدہ ہو جیسا کہ بریلوی حضرات ہیں تو فتوی سخت اور اگر متبحر تو معنی و مطالب حسن شعر پر محمول کیا جائے گا۔ ۵۱
آپ نے کہا کہ بریلوی حضرات بدعقیدہ ہیں ظاہری بات ہے جو بدعقیدہ ہو تو وہ کافر۔ اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر (اشد العذاب) اب آپ یہ دیکھیں کہ کس کس نے ہمیں مسلمان کہہ کر خود کو کافر کہلوایا ہے۔
(۱) مولوی خالد محمود لکھتا ہے کہ "مولوی احمد رضا نے جب علماء دیوبند کو کافر کہا تو علماء دیوبند نے خان صاحب کو جوابا کافر نہ کہا (مطالعہ بریلویت جلد اص ۲۷۷)
(۲) انور کشمیری نے مختیار قادیانی کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ "میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گذارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبندان (بریلویوں) کی تکفیر نہیں کرتے (ملفوظات محدث کشمیری ۶۹)
(۳) ان (احمد رضا) کے کفر کا فتویٰ ہمارے اکابر سے منقول نہیں (شاہد خان دار الافتاء جامعہ بنوریہ (serial no 9960,date 10/14/2010)
WEB SITE:JAMIABINORIA.NET

سوال۔بریلوی کافر ہیں یانہیں؟

جواب۔بریلوی کافرنہیں (فتاوی فریدیہ جلداول)

اس کے علاوہ تمہارے ڈیڈی ضیاءالرحمٰن فاروقی نے اعلحضرت کورحمۃ اللہ علیہ لکھا (تاریخی دستاویز)

'یہ زناٹے دارتھپڑ ہیں ان دیوبندیوں کے منہ پر جو بریلوی حضرات کی تکفیر کرتے ہیں۔

اگلی بات جب ہم تمہارے نزدیک، مسلمان ہیں تو بالفرض اگر تمہارے مولویوں نے ان اشعارکو بریلویوں کا ہی سمجھا ہوتو انہوں نے بریلیوں کومسلمان سمجھ کر ہی ان اشعار پرفتوی لگایا اور مسلمان پرفتوی لگانے سے پہلے علماء غوروغوض کرتے ہیں اورتاویل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگرتاویل نہ ہوتو فتوی لگاتے ہیں (اشدالعذاب)۔بس اس طرح تمہارے مولویوں نے ان اشعار میں تاویل کی کوشش کی ہوگی مگر جب ان کوتاویل نظر نہ آئی توان نے فتوی لگادیا۔اب اس صورت میں یہ فتوے حق ہیں تم ان سے جان چھڑا سکتے نہیں۔پھر علامہ طیبی حضورﷺ کی محبت میں سرشار ہیں جبکہ تمہارا شیخ الہندگنگوہی کی۔لہذا فتوی لگےگا۔

اعتراض نمبر۱۰۔

یہ کہ گنگوہی کہ نزدیک شہیدان کربلا کا مرثیہ جلانا یا دفن کرنا چاہیے۔جواب اس کا یہ دیا کہ گنوہی نے ہرمرثیہ کاذکرنہیں کیا بلکہ صرف ان کا کیا ہے جوتعزیہ داروں میں پڑھے جاتے ہیں جوغیرشرعی اشعار اوراحادیث موضوعہ پر مشتمل ہوتے ہیں (۶۱) یہ بھی جھوٹ ہے دھوکا ہے فتاوی رشیدیہ کی پوری عبارت دیکھو

سوال: مرثیہ جوتعزیہ وغیرہ میں شہیدان کربلا کے پڑھتے ہیں اگرکسی کے پاس ہواوروہ اس کودورکرنا چاہے تو ان کا جلادینا مناسب ہے یافروخت کرنا۔

جواب: جلادینا یا دفن کردینا ضروری ہے۔(فتاوی رشیدیہ حصہ سوم) جناب سوال کوغور سے ملاحظہ کرو مرثیہ جوتعزیہ وغیرہ میں شہیدان کربلا کے پڑھے جاتے ہیں۔مگر جناب وغیرہ کوکوے کاشوربہ سمجھ ہڑپ کرگئے اوراندھے بنتے ہوئے کہتے ہیں خاص ان مرثیوں کاذکر ہے جوتعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔سفید جھوٹ اسی کانام ہے سوال میں وغیرہ بتا رہا ہے کہ سوال شہیدان کربلا کے ہرمرثیہ کے متعلق ہےاور گنگوہی کا کہنا کہ جلادینا یازمین میں دفن کرنا چاہیے ہرمرثیہ کے لیے ہے کیونکہ جواب میں کوئی تخصیص نہیں اورسوال میں تعمیم ہے لہذا گنگوہی کے جواب کا مطلب ہے مرثیہ خواہ کیسا بھی صحیح ہو یا غلط اس کوجلانا دینا یا زمین میں دفن کرنا چاہیے۔

الحمداللہ دیوبندیوں نے جتنے اشعارکادفاع کیا ہم نے سب کا جواب دیا۔اس کے علاوہ اوربھی اشعار ہیں جوقابل مواخذہ ہےاوران کو دیوبندی مناظر نے چھوا تک نہیں۔ان اشعار پر گفتگوانشا ءاللہ پھر کسی مضموں میں کریں گئے۔اللہ ہم سب کوبدمذہب کے شر سے دوررکھے اورایمان پرخاتمہ عطا فرمائیں۔جواس مضمون سے فائدہ اٹھائے امت مسلمہ کے لیئے دعا کرے اللہ ہم کوپھروہی عروج عطافرمائے۔آمین۔

نوٹ: یہ کوئی مضمون علماءاہلسنت کی کتب سے ماخوذ ہے۔

کسی کوجواب لکھنے کاشوق ہوتو اسی ترتیب کے ساتھ جواب دے۔شکریہ۔

Writen by MUhammad Mumtaz taimoor

rtaimoor46@gmail.com